برکاتِ زُلفِ عنبرین
مصنف
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی
www.FaizAhmedOwaisi.com

تعارف مفسرِ اعظم پاکستان

موجودہ دور کے کثیر التصانیف اور فاضل جس کا کثرت تصانیف و تالیفات میں کوئی مدمقابل نہیں دکھائی دیتا—☆ان کا شمار ان میں ہوتا ہے جو بیک وقت کئی محاذوں پر کام کر رہے ہیں ☆درس و تدریس وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ وہ محققانہ تحاریر میں بھی یگانہ روزگار ہیں ☆متعدد ضخیم و عظیم کتب کے تراجم اور شروحات کے بادشاہ ہیں ☆صاحب علم اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں ☆ آپ اہلسنت کے جیّد عالم اور یادگارِ اسلاف ہیں ☆ایام طالبِ علمی سے لکھ رہے ہیں اور خوب تصانیف اور تالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں ☆وہ سفر و حضر میں بھی قلم و قرطاس تھامے دکھائی دیتے ہیں ☆ان کی فکر و قلم میں بھی برکت ہے ☆اندازِ بیاں انتہائی شیریں، مشفقانہ، سادہ اور عام فہم ہے مگر عالمانہ جاہ جلال سے بھرپور ہے ☆آپ انتہائی فقیر صفت طبیعت کے حامل کمال درجہ سادگی ، تقویٰ ،تصوف اور عشقِ رسول سے سرشار اور اللہ رب العزت کے کامل ولی اور پارسا بزرگ ہیں واعظ بھی بے مثال خطیبِ باکمال،عابد بے ریا،عالم باعمل،صوفی باصفا،سنیوں کے پیشوا اور زہد و تقویٰ سے سرشار ☆ آپ شریعت، طریقت، معرفت، اور تصوف میں بھی اہم کردار اور خدمت انجام دے رہے ہیں ☆ تفسیر و احادیث اور فقہ وغیرہ علوم میں ایک ماہر اور کامل استاد کی حیثیت رکھتے ہیں ☆ آپ ایک نامور مفسرِ اعظم، محدثِ وقت، فقیہ العصر، مفکرِ اسلام ،رئیس التحریر، امام المناظرین، استاذ العلماء والفضلاء، ابوالمقتیان، اور قطبِ زماں ☆وطن عزیز ملک پاکستان کی وہ عظیم ہستی جن کو غزالئی زماں، رازیٔ دوراں ،ثانیٔ اعلٰحضرت اور اہلسنت کا عظیم سرمایہ کہا جاتا ہے ☆میری مراد ان سے مسلک کے پاسبان، اللہ کا احسان، مفسرِ قرآن، سرچشمہ فیضان، وہ فیض بیکراں، فیضان ہی فیضان، اور نمازی میدان، علماء کے بھی سلطان، سنیوں کی جان یہ اک عظیم انسان، ملک کی آن بان، صاحبِ عرفان، وہ سحر بیان، مسلک کے ترجمان ،عظمت کا اک نشان، یہ اک غنیمت جان، اللہ کی اک شان، سب پہ مہربان، ہاں وہی جن کو آفتاب سلسلۂ اُویسیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان کا نام نامی اسم گرامی شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ ہے۔

جی ہاں یہ وہی ہستی ہیں جن کو ۵۰ سال سے ہر سال حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو رہی ہے ☆جو خود بھی حافظِ قرآن اور اولاد بھی حافظِ قرآن ہیں ☆جو خود بھی عالمِ دین اور اولاد بھی علماء کرام ہیں ☆جو خود بھی مفتی اور بچے بھی شرعی و دینی مسائل کے رہنما ہیں ☆جو خود بھی سادہ اور بچے بھی سادگی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں ☆جو قادری بھی ہیں رضوی بھی ہیں ☆جو محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کے شاگردِ خاص ہیں ☆جو آج کے دور میں تصویرِ اسلاف ہیں ☆جو مناظرِ اسلام ہیں ☆جو گستاخوں کے لئے شمشیرِ بے نیام ہے ☆ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے ☆جو عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ہے ☆جو سینکڑوں علمائے اہلسنت کا دلبر و دلدار ہے ☆ جس کا فیض زمانہ حاصل کر رہا ہے ☆جو حضرت الحاج خواجہ محمد دین سیرانی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت خواجہ محکم دین سیرانی علیہ الرحمہ) کے خلیفۂ مجاز اور مریدِ صادق ہے ☆جو حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ کا بھی خلیفۂ مجاز اور مریدِ صادق ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے وطفیل آپکے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور عمرِ خضر بخیر و عافیت و سلامتی عطا فرمائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيم

حضور ﷺ کے گیسوئے مبارک کی مفصل بحث فقیر کی تصنیف-"گیسوئے رسول ﷺ" کا مطالعہ کریں مختصراً رسالہ برکات زلف عنبریں پڑھیئے۔

گیسوئے رسول ﷺ: حضور سید المرسلین ﷺ کے سر اقدس کے مبارک بال نہ تو بہت گھنگریالے تھے اور نہ ہی بہت سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان تھے۔ان بالوں کی درازی (لمبے ہونے) میں مختلف روایات ہیں۔کانوں کے نصف تک،کانوں کی لو (کنارے) تک،شانۂ مبارک (کندھے) کے نزدیک تک، ان میں تطبیق (برابری) یوں ہو سکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات واحوال پر محمول (گمان) کیا جائے یعنی جب آپ بال مبارک کٹوا دیتے تو کانوں تک رہ جاتے پھر بڑھ کر نصف گوش (کان کے نصف) یا زمۂ گوش (کان کے کنارے)، یا کبھی شانۂ مبارک تک پہنچ جاتے۔ آپ ان بالوں کے دو حصے فرماتے اور مانگ نکالا کرتے۔ کچھ بال رکھنے اور کچھ کاٹنے کو سخت منع فرماتے۔ (جیسے آج کل انگریزی فیشن ہے)

کعبۂ جان کو پہنایا ہے غلافِ مشکیں اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

دنیاومافیھا (دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) **سے محبوب تر:** حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا [1] (بخاری شریف کتاب الوضو)

یعنی میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیاومافیھا سے محبوب تر ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ [2]

(مسلم شریف کتاب فضائل)

---

[1] (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، 75/1، الحديث: 168، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[2] (صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب قرب النبي عليه السلام من الناس وتبركهم به، 1812/4، الحديث: (4292) 2325، دار إحياء الكتب العربية)
(مسند أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه)

یعنی میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنارہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے اور وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

گیسوئے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی عقیدت: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مزدلفہ سے منٰی میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ میں کنکریاں پھینکیں پھر قربانی کرکے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے اور بعد اس کے حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوا کر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائے اور فرمایا کہ تمام لوگوں میں تقسیم کر دو۔ [3]

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

فائدہ: معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک بالوں کو اس ارادہ سے حاصل کرتے تھے کہ بعد کو بطور اپنے پاس رکھیں گے اور ان سے برکت حاصل کریں گے بلکہ خود حضور ﷺ نے اپنے بال مبارک ان میں تقسیم کروائے تاکہ ان بالوں سے وہ برکت و رحمت حاصل کریں کیا یہاں یہ کہا جاسکتا ہے چونکہ وہ غیر اللہ یعنی بالوں سے نفع و برکت اور شفاء کی اُمید رکھتے تھے لہٰذا شرک کرتے تھے (معاذ اللہ)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں سایہ افگن ہو تیرے پیارے کے پیارے گیسو

وصیت حضرت انس رضی اللہ عنہ: حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیئے گئے اور وہ اسی حالت میں مدفون ہوئے۔ [4] (الاصابہ فی حالات انس رضی اللہ عنہ)

ازالہ وہم: بعض لوگ سرے سے موئے مبارک کے وجود کے قائل ہی نہیں۔ اگر تسلیم ہے تو پھر انہیں تبرک بنانے سے انکار ہے۔ تفصیلی بحث تو فقیر نے "مجمع البرکات فی التبرکات" اور "گیسوئے رسول ﷺ" میں لکھ دی ہے۔ ایک صحابی بلکہ موذن رسول ﷺ کا حال ملاحظہ ہو۔

سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی عقیدت:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ نَجْدَةَ قَالَتْ: كَانَ لِأَبِي مَحْذُورَةَ قُصَّةٌ فِي مُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِذَا قَعَدَ وأرسلها أصابت الأرض.. فقيل له: أَلَا تَحْلِقُهَا؟! فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ بِالَّذِي أَحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ. [5] (شفا شریف)

---

[3] (صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي ثم ينحر ثم يحلق، 947/2، الحديث: (2299) 1305، دار إحياء الكتب العربية)

[4] (الإصابة في تمييز الصحابة، 277- أنس بن مالك، 276/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ)

[5] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الفصل السّابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلّم من امكنة ومشاهد، 126/2، دار الفيحاء – عمان، الطبعة: الثانية 1407 هـ)

یعنی صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے اگلے حصہ پر ایک بالوں کا گچھا تھا جب بیٹھتے تو باقی بال اتنے لمبے تھے کہ زمین کو مس کرتے۔ انہیں عرض کی گئی کہ آپ بال کٹواتے کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان بالوں کو کیسے کٹواؤں ان کو حضور ﷺ نے چھوا تھا۔

اس واقعہ کی شرح میں شُرّاح الحدیث لکھتے ہیں:

فاذا كان الشئ الممسوس بيده ﷺ معظما و مكرما و موقرا عند اصحابه ﷺ فما بالنا لا نعظم شعر رأسه و لحيته ﷺ و قد مسحها رسول الله ﷺ بيده الشريفة ما لا يعلمه الا الله سبحانه ونحن أحوج فى تعظيمه و تحصيل فيضانه من الصحابة مع غناهم بشرف الصحبة والمجالسة والمكالمة والمشاهدة جمال وجهة الكريم عليه أفضل الصلوة و التسليم

یعنی جب وہ شئے کہ جسے حضور ﷺ نے صرف ہاتھ مبارک لگایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے معظم یعنی قابل تعظیم بنا دیا تو پھر اس کی عظمت کیوں نہ ہو جو رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کا جزو ہے یعنی سر مبارک اور داڑھی اقدس کے بال جنہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک بار نہیں بار بار بیشمار بار اپنے دستِ انور سے نوازا۔ پھر ہم آپ کے تبرکات کی تعظیم کرنے کے لئے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ وہ حضرات شرف صحبت اور اکثر و بیشتر نشست و برخاست کی برکات سے مشرف اور باہم گفتگو اور چہرہ انور کے جمال باکمال کے دیدار سے سرشار تھے اور ہم غریبوں کے لئے آپ کی یاد ہی سرمایہ حیات کافی ہے اور اسلاف صالحین میں بہت سے ایسے خوش قسمت حضرات بھی گزرے ہیں جو اپنی جائیداد کے بدلے میں موئے مبارک کو ترجیح دیتے۔ پھر یہ علیحدہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور گیسوئے عنبرین کے طفیل ایسے لوگوں میں دنیوی اموال سے مالا مال بھی فرما دیتا ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

گیسوئے رسول ﷺ کی برکت: حضرت ابو حفص عمر بن الحسین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رونق المجالس میں روایت کرتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا لیکن ترکہ میں حضور ﷺ کے تین بال مبارک بھی موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا تیسرے بال پر بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم حضور ﷺ کے موئے مبارک کو کاٹا نہیں جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور سارا مال میرے حصے میں لگا دے چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لیے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت مالدار ہو گیا جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور ﷺ کی بھی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس قبر

کے پاس بیٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے پھر لوگ اس قبر کا قصد کرتے تھے۔حتٰی کہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ہر وہ سوار جو اس کی قبر کے پاس سے گزرتا تھا وہ احتراماً اپنی سواری سے اتر پڑتا تھا اور پیدل چلتا تھا۔[6] (القول البدیع ص۱۱۶، ص۹۷)

سلسلہ پاکے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں سجدۂ شکر کا کرتے ہیں اشارے گیسو

فائدہ: دیکھا آپ نے کہ چھوٹے بھائی کو عقیدت نے کہاں سے کہاں پہونچا دیا اور بڑے بھائی کو حبِ مال کی نحوست سے کیا ملا۔گویا اس سے یہ شعر فٹ آتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور بال اقدس کے باادب خوش بخت انسان کو یہ مرتبہ نصیب ہوا کہ خود حضور ﷺ فرمائیں کہ جسے کوئی مشکل در پیش ہو تو اس عاشق زار کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ سے مشکل حل کرائے اللہ اکبر کیا شان ہے۔

انتباہ: یہ واقعہ ان کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے جو مزارات کی حاضری کو شرک اور وہاں حاجات طلبی کو بھی شرک کہتے ہیں۔اس پر ہمارا سوال ہے کہ کیا حضور ﷺ کی زیارت حق اور سچ ہے یا نہیں۔پھر یہ بات کس منہ سے کہی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو امر فرمائیں وہ خلاف شرع ہو توبہ توبہ۔

تبرک وشفاء: حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضورا ﷺ کا موئے مبارک تھا۔

فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ [7]

(بخاری و مشکوۃ شریفین)

جو چاندی کی نلکی میں رکھا ہوا تھا وہ اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر اس کو ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔اس روایت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام بھی موئے مبارک تبرکاً اپنے پاس رکھتے اور عموماً لوگ اس کی برکت حاصل کرتے اور امراض سے شفا پاتے۔

عقیدہ خالد بن ولید رضی اللّٰہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔دونوں کا کافی دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے سر پر آگئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی نسطور موقع پا کر آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر آگیا۔اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ پکار پکار کر اپنے رفقاء سے کہہ رہے

---

6) (القَولُ البَدِيعُ فِي الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ. ص133. دار الريان للتراث)
(سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صلى الله عليه وسلم. اللطيفة الرابعة والثلاثون . ص138 . دار الكتب العلمية, 2012)

7) (مشكاة المصابيح. كتاب الطب والرقي. الفصل الثالث . 1287/2. الحديث: 4568-[55]. المكتب الإسلامي–بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ رضی اللہ عنہ کی قوم مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور آپ کو ٹوپی دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پیٹھ پر آپہنچا اور آپ رضی اللہ عنہ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دو چار آنے کی ہو گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے ناصیۂ مبارک (پیشانی مبارک) کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں اس لئے میں بیقراری سے اپنی اس ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے الحمد للہ یہ وہ عقیدہ ہے جو اہلِ سنت والجماعت کا ہے۔[8] (واقدی، شفاء شریف ص ۴۴)

فتح ونصرت: ایک مرتبہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں جبلہ بن الایھم کی قوم کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا اُس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سے سخت حملہ کر دو۔ حملے کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت نازک ہو گئی یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر پر بھول آیا ہوں جس میں حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں اِدھر یہ حالت تھی اور اُدھر اُسی رات حضور ﷺ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو فوج کے افسر تھے ان کو خواب میں ملے اور فرمایا تم اس وقت سو رہے ہو اُٹھو اور خالد کی مدد کو پہنچو کفار نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اُٹھے اور لشکر کو حکم دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکر اسلام تیزی کے ساتھ چلے راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا۔ چند تیز رفتار سواروں کو میں نے حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا اے جواں مرد سوار ذرا ٹھہرو۔ یہ سنتے ہی وہ رک گیا دیکھا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے حال معلوم کیا، کہا کہ اے امیر جب رات کو میں نے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو نہایت ہی بے تابی سے حکم فرمایا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دشمنوں نے گھیر رکھا ہے تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے۔ نہایت ہی افسوس ہوا اور اسی وقت میں چل پڑی کہ کسی طرح ان موئے مبارک کو ان تک پہنچادوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی جاؤ خدا تمہیں برکت دے چنانچہ انہوں نے گھوڑے کو ایڑی لگا دی اور آگے بڑھ گئیں۔ حضرت رافع بن عمر جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ ایک سوار ان کا پیچھا کئے ہوئے ہے اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے آرہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر اُس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا اے جوان تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی (زوجہ) ہوں۔ تمہاری ٹوپی مبارک لائی ہوں جس کی برکت سے آپ

---

[8] (شرح الشفا لملا علي القاري، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه، 99/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ)

رضی اللہ عنہ اور اہل اسلام فتح پاتے تھے چونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسے بھول آئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ پر مصیبت آگئی پھر بی بی ام عیم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ٹوپی دی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے پہن لی۔ [9]

فائدہ: راوی نے قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن کر جیسے ہی کفار پر حملہ کیا تو ان کے پاؤں اُکھڑ گئے اور اہل اسلام کو فتح ملی۔ [10]

(واقدی)

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر و شان تھی اور وہ جلیل القدر صحابی حضرت خالد رضی اللہ عنہ جن کی شان میں خود حضور ﷺ نے فرمایا (سیف من سیوف اللہ) کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا بڑی بے تابی سے ٹوپی طلب فرمار ہے ہیں اور صاف صاف فرمار ہے ہیں کہ میرے سارے فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جن میں حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کیا ان کو مشرک و بدعتی کہا جاسکتا ہے۔ (معاذاللہ)

فائدہ: اگر کوئی ضدی نہ ہو تو مسئلہ استعانت اور وسیلہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خود اعتراف ہے کہ ہم ایسے نازک وقت میں نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کی برکت سے فتحیاب ہوئے اور بال مبارک کے علاوہ مدد رسول ﷺ بھی شامل ہوئی جیسا کہ واقعہ میں تفصیل موجود ہے۔

موئے مبارک کے لئے جنگ: شفاالقاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ

وَكَانَتْ فِي قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فِي بَعْضِ حُرُوبِهِ فَشَدَّ عَلَيْهَا شَدَّةً أَنْكَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةَ مَنْ قُتِلَ فِيهَا.. فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ، بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ. [11]

یعنی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے چند گیسوئے عنبرین تھے آپ کی ٹوپی گر گئی ہے اس پر آپ نے کفار سے شدت کی لڑائی کا حکم فرمایا گھمسان کی جنگ ہوئی آپ پر بعض صحابہ نے اعتراض اُٹھایا کہ ایک ٹوپی کی خاطر آپ نے قیمتی جانیں مروادیں آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے ٹوپی کے لئے حرکت نہیں کی بلکہ ان گیسوئے پاک کی خاطر ایسا کیا ہے اس لئے کہ ٹوپی میں گیسوئے پاک تھے اگر ٹوپی نہ ملتی تو وہ بال کفار کے ہاتھ لگ جاتے اور ہم ان کی برکات سے محروم رہتے۔

شانہ ہے پنجۂ قدرت تیرے بالوں کے لئے کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

---

[9] (فتوح الشام للواقدي، جبلة يارب خالدا، ص111إلي130، دار الكتب العلمية، 2005)

[10] ایضاً

[11] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره وفيه سبعة فصول الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد، 127/2، دار الفيحاء – عمان، الطبعة: الثانية 1407 هـ)

فائدہ: غور فرمایئے کہ گھمسان کی جنگ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہیں ہو رہی بلکہ حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین کے لئے ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اجتہاد میں حضور ﷺ کی ہر منسوب شے اعلائے کلمۃ اللہ کے حکم میں داخل ہے ورنہ کسی حدیث میں یہ نہیں لکھا گیا کہ میرے بالوں کے لئے کفار سے جنگ کرنا۔

یاد رہے کہ عشق رسول ﷺ کی نسبت اور قدر و منزلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں راسخ تھی اسی لئے وہ ایسے اُمور میں کسی دلیل کے محتاج نہ تھے اس کی کئی مثالیں قائم کی جاسکتی ہیں ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ابن عمر صا اور نسبت رسول ﷺ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا سنت رسول ﷺ پر پابندی اور تصلب بلکہ تشدد مشہور ہے ان کے متعلق شفاء شریف وغیرہ میں ہے۔

ورؤي ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وضعها على وجهه [12]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک منبر رسول ﷺ پر رکھ کر چہرے پر ملتے تھے۔

فائدہ: اس سے ان لوگوں کے لئے درس عبرت کافی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے معاملات میں ہر موقعہ حدیث و قرآن کی تصریح کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے لئے ہمارا یہی جواب کافی ہے کہ

عاشقاں را بدلیل چه کار

بلکہ حقیقت یہی ہے کہ عشق رسول ﷺ میں آپ کی ہر نسبت کا اعزاز و اکرام روح اسلام ہے۔ اس موضوع کو پھیلایا جائے تو اس کے لئے دفاتر درکار ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

كَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا يَرْكَبُ بالمدينة دابة وكان يقول: أستحيي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَطَأَ تُرْبَةً فِيهَا رَسُولُ الله صلّى الله عليه وسلم بِحَافِرِ دَابَّةٍ وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ وَهَبَ لِلشَّافِعِيّ كُرَاعًا كَثِيرًا كَانَ عِنْدَهُ. فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ: أَمْسِكْ مِنْهَا دَابَّةً. فَأَجَابَهُ بِمِثْلِ هَذَا الْجَوَابِ. [13] (الشفاء)

---

[12] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى. القسم الثاني الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره وفيه سبعة فصول الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد. 127/2. دار الفيحاء – عمان. الطبعة: الثانية 1407 هـ)

[13] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى. القسم الثاني الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره وفيه سبعة فصول الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد. 128/2. دار الفيحاء – عمان. الطبعة: الثانية 1407 هـ)

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس زمین پر سواری دوڑاؤں جہاں رسول خدا ﷺ آرام فرماہیں۔ مروی ہے کہ امام شافعی کے یہاں سواریاں بکثرت تھیں آپ نے امام مالک سے عرض کی ایک سواری آپ رکھ لیں، انہیں بھی آپ نے یہی جواب دیا۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ اربعہ میں امت مسلمہ کے لئے ایک لازمی ستون ہے انہیں کسی حدیث اور قرآن کے تصریح کے بغیر عشق رسول ﷺ میں وہی کیا اور کہا جو ایک نیاز مند اور وفادار اُمتی کو کرنا اور کہنا چاہیئے۔ اسی لئے:

حرم کی زمین اورقدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مخالفین کے قلم سے: مولوی سید حسن بن نبیہہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند 'وھب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ والتسلیم' جس پر دیوبندی علماء کے اکابروں میں سے مولوی اعزاز علی اور مولوی محمد شفیع (کراچی والے) کی تقاریظ ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ ایسا عمدہ اور صحیح رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔ نیز اس کتاب کا نام 'وھب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ والتسلیم' مولوی اشرف علی تھانوی نے رکھا ہے اس کے صفحہ ۳۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایک تاجر بلخ کا رہنے والا تھا اور بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے اور اس کے دو لڑکے تھے جب اس تاجر کا انتقال ہو گیا تو کُل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کیا گیا جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہر گز ہر گز گوارانہ کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں۔ بڑا لڑکا بولا اگر تم کو موئے مبارک سے ایسی محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصہ میں آیا ہے مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو۔ چھوٹا لڑکا اس تبادلے پر بخوشی راضی ہو گیا اور اپنا سب مال دے کر حضور ﷺ کے نورانی بال مبارک لے لئے اب اس کا یہ کام ہو گیا۔ روز حضور ﷺ کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع ہو گیا اور چھوٹے لڑکے کے مال میں برکت۔ موئے مبارک میں روز افزوں ترقی ہونا شروع ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد چھوٹا لڑکا مر گیا۔ اس زمانے کے ایک بزرگ حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کسی کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مقصد کے لئے جا کر دعا کرلے تو اس کا مقصد پورا ہو گا۔ اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی اور لوگ وہاں جانے لگے یہاں تک کہ اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا سکۂ ابرو آفت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو آخذ شعره یقول: "من آذی شعرة من شعري فالجنة علیه حرام." [14]

(جامع صغیر ص۲۵، کنز العمال ص۲۷۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ آپ اپنا موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرمار ہے تھے جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ بال ایک ایسی چیز ہے جس کو کاٹتے کترتے ہیں مگر اس کو ایذا نہیں ہوتی تو حضور ﷺ نے جو موئے مبارک اپنے دست مقدس میں لے کر اس کی ایذا کی تصریح فرمائی۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عالم کی ہر چیز زندہ، ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ [15] (پارہ ۱۵، رکوع ۴۔ ۴۴)

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی (تعریف کرتی) ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور تسبیح کرنے والے کو جب تک اس امر کا ادراک نہ ہو کہ اس کا ایک خالق ہے اور جس قدر اس کے اوصاف ہیں اور کمالات ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک اور منزہ ہے اس کا تسبیح کرنا صادق نہیں آتا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا یَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ [16] (پارہ ۱ رکوع ۹)

ترجمہ: اور کچھ وہ ہیں کہ اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ [17] (پارہ ۲۸، رکوع ۶)

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

اور ہم نے مسخر کر دیئے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تو پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور پرندے۔ [18]

ہم نے بارِ امانت آسمانوں کو پیش کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ [19]

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا اور اس کے لئے سلامتی والی ہو جا۔ [20]

---

[14] (کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، کتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل النبي صلی الله علیه وسلم وفیه معجزاته وإخباره بالغیب، 349/12، الحدیث: 35351، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

(جمع الجوامع، مسند علي بن أبي طالب، 433/13، الحدیث8018، دار الکتب العلمیة، 2016)

[15] الإسراء: 44

[16] البقرة: 74

[17] الحشر: 21

[18] وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ وَالطَّیۡرَ ۚ سبا: 10 اور بے شک ہم نے داود کو اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔

[19] اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا الاحزاب: 10

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔

[20] قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ۙ الانبیاء: 69 ہم نے فرمایا: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

ہم نے ہوا کو سُلیمان علیہ السّلام کے تابع کر دی اور ان کے حکم سے چلتی۔ [21]

اس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا اور بھی کچھ ہے۔ [22]

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [23] (پارہ ۲۳، رکوع ۴)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا(۴) بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا(۵) [24] (پارہ ۳۰، رکوع ۲۴)

ترجمہ: اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لیے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ گردونواح جاتے۔

فما استقبله جبل ولا شجر إلا وهو يقول: السلام عليك يا رسول الله [25] (مشکوٰۃ ص ۵۴۰)

یعنی جو پہاڑ، پتھر اور درخت بھی سامنے آتا کہتا کہ سلام ہو آپ پر اللہ کے رسول ﷺ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ستون کے سامنے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تو جب آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا اور اس پر تشریف فرما ہوئے تو ہم نے سُنا کہ وہ ستون دردناک لہجہ میں رونے لگا یہاں تک حضور ﷺ منبر سے اُترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تاکہ اس کو تسکین ہو۔ [26]

فائدہ: ان آیات و احادیث سے پتھروں اور پہاڑوں کا ہونا اور اللہ کے حکم سے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح میں شریک ہونا۔ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کا امانت الٰہی کے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ آگ کا حکم الٰہی قبول کرنا اور آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہونا، ہوا کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلنا، جہنم کا حکم الٰہی سُننا جواب اور غصہ میں آجانا، قیامت میں ہاتھ پاؤں کا اللہ کے دربار میں گواہی دینا، زمین کا وحی الٰہی کو سمجھنا اور بندوں کے اعمال بیان کرنا، پتھروں کا بلند آواز سے حضور ﷺ کو سلام کرنا، ستون حنانہ کا رونا اور حضور ﷺ سے گفتگو کرنا اور کنکریوں کا با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھنا وغیرہ۔ صدہا واقعات و دلائل اس پر شاہد ہیں کہ عالم کی ہر چیز ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے موئے مبارک کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میرے بال کو ایذا دے ان کی یہ سزائیں ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین جو حقیقت شناس ہو گئے تھے۔ انہوں نے بغیر تاویل کے یقین کر لیا کہ بیشک موئے مبارک کو بعض امور سے اذیت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ حضور ﷺ کے مبارک بالوں کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موئے مبارک کی نسبت کسی قسم کی گستاخی کی جائے تو اس سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کیا پتہ ہے یہ حضور ﷺ کا موئے مبارک

---

[21] وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا الانبياء: 81
اور تیز ہوا کو سلیمان کے لیے تابع بنا دیا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔

[22] يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ق: 30 جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔

[23] يس: 65

[24] الزلزال: 5

[25] (مشكاة المصابيح. كتاب الفضائل والشمائل. الفصل الثاني. 468/1. الحديث: 5919-(2). دار الارقم بن ابي الارقم بيروت/لبنان، 2016)

[26] (صحيح البخاري. كتاب المناقب. باب علامات النبوة في الإسلام. 1314/3. الحديث: 3391. دار ابن كثير. سنة النشر: 1414هـ/1993م)

ہے یا نہیں؟ ممکن ہے کسی جعل ساز نے دنیاوی مفاد کی خاطر یہ ڈھنگ بنا رکھا ہو تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو واقعی وہ بُرا کرتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ تعظیم کرنے والا برکت سے محروم نہ رہے گا کیونکہ جب وہ تعظیم کرے گا تو حضور ﷺ کے موئے مبارک سمجھ کر کرے گا۔ لہٰذا اس کے اعتقاد اور نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ضرور اس کو برکت عطا فرمائے گا جیسا کہ فرمایا گیا کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ[27]

ترجمہ: کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

فوائد

(۱) اس بے مثل محبوب ﷺ کے موئے مبارک بھی بے مثل ہیں۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے مقدس بالوں کو بھی بے مثل و بے نظیر مانتے تھے۔

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں کو بہت ہی بابرکت اور قابل تعظیم سمجھا کرتے تھے۔

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں میں سے ایک بال اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔

(۵) حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے بلکہ خود اپنے مقدس بالوں کو ان میں تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور بزرگانِ دین کے تبرکات اور بال وغیرہ بطور تبرک رکھنا اور ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی اُمید رکھنا جائز ہے شرک و بدعت نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام کبھی ایسا نہ کرتے لیکن چونکہ مخالفین کو ہر ادا جو ادب اور عشق رسول ﷺ پر مبنی ہو شرک و بدعت نظر آتا ہے یہ ان کی بدقسمتی ہے اور ان پر اللہ کا غضب ہے ورنہ الحمد للہ رسول خدا ﷺ کی ہر منسوب شئے میں برکت ہی برکت اور رحمت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مدینے پاک کی گرد و غبار اور خاک پاک بھی شفاء ہی شفاء اور برکت ہی برکت ہے۔ آج بھی مدینہ پاک کی خاک اقدس بیشمار بیماریوں کی شفاء اور تریاق ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

☆......☆......☆

---

[27] (صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، 3/1، الحديث: 1، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)